جنازہ پڑھانے سے پہلے اس کے بارے میں پوچھتے' اگر اس پر قرض ہوتا تو حاضرین کو صلاۃ جنازہ پڑھنے کا حکم دیتے اور خود نہیں پڑھتے لیکن جب فتوحات سے مال ودولت کی کثرت ہوگئی تو آپ ﷺ بیت المال سے میت کے قرضہ کو ادا کردیتے پھر اس کی صلاۃ جنازہ پڑھاتے۔

۴۔ صالح اولاد جو بھی نیک عمل کرتی ہے جیسے صدقہ وخیرات' حج وعمرہ اور صوم وغیرہ اس کا اجر والدین کو بھی پہنچتا ہے کیونکہ اولاد والدین کی کمائی اور صدقہ جاریہ ہوتی ہے' نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: سب سے پاکیزہ چیز جو انسان کھاتا ہے اس کی (اپنے ہاتھ کی) کمائی ہوتی ہے اور اولاد انسان کی کمائی ہے [صحیح سنن ابی داؤد] عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عاص بن وائل السہمی نے اپنی طرف سے سو گردن آزاد کرنے کی وصیت کی' ان کے بیٹے ہشام نے پچاس گردن آزاد کردیا' ان کے بیٹے عمرو رضی اللہ عنہ نے باقی پچاس گردنوں کے آزاد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا' لیکن انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کرلیتے ہیں وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ میرے باپ نے سو گردن آزاد کرنے کی وصیت کی تھی ہشام نے پچاس گردن آزاد کردیئے ہیں' کیا میں بقیہ پچاس گردن ان کی طرف سے آزاد کردوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر وہ مسلمان ہوتے اور تم لوگ آزاد کرتے یا ان کی طرف سے صدقہ کرتے یا حج کرتے تو ان کو پہنچتا [ابوداؤد] اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد جو نیک عمل کرتی ہے اس کا اجر براہ راست والدین کو پہنچتا ہے ہدیہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے' عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ اچانک میری ماں کی وفات ہوگئی اور وہ کچھ وصیت نہ کرسکیں' لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر انہیں گفتگو کا موقعہ ملتا تو ضرور صدقہ کا حکم دیتیں' اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں اور ہمیں اس کا اجر ملے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں [صحیح بخاری] یہاں یہ واضح رہے کہ عام انسان کی طرف سے صدقہ کا اجر میت کو نہیں پہنچتا ہے صرف اولاد کی طرف سے صدقہ کا اجر والدین کو پہنچتا ہے۔

۵۔ انسان جو نیک اعمال اور صدقہ جاریہ چھوڑ کر جاتا ہے اس کا بھی اجر اسے ملتا رہتا ہے' ارشاد ربانی ہے ﴿وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَآثَارَهُمْ﴾ اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں [یسین: ۱۲] نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے سوائے تین اعمال کے (۱) صدقہ جاریہ (۲) فائدہ مند علم اور (۳) نیک اولاد کی دعا [صحیح مسلم]

صدقہ جاریہ سے مراد وہ عمل ہے جو انسان اپنی زندگی میں کرکے جاتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد بھی لوگ اس سے فیضاب ہوتے ہیں جیسے مسجد' مدرسہ' مسافر خانہ' راستہ یا پل وغیرہ بنوادینا یا کنواں کھدوادینا' یا مصاحف وقف کردینا وغیرہ۔

۶۔ میت کی طرف سے حج وعمرہ کرنا: سنان بن عبداللہ الجہنی کو ان کی بیوی نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ ان کی ماں وفات پاچکی ہیں اور انہوں نے حج نہیں کیا تھا اب اگر میں اپنی ماں کی طرف سے حج کروں تو کیا ان کی طرف سے کافی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں' اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا اور تم اسے ادا کرتی تو کیا وہ ادا نہ ہوتا؟ انہوں نے کہا: ضرور' آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری بیوی کو چاہیئے کہ اپنی ماں کی طرف سے حج کرے. [صحیح ابن خزیمہ صحیح سنن النسائی] قبیلہ جہینہ کی ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن حج کرنے سے قبل ان کی وفات ہوگئی کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں' اپنی ماں کی طرف سے حج کرو' تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتی؟ اس نے کہا: ضرور' آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے حق کو ادا کرو کیونکہ اللہ ادائیگی حق کا سب سے زیادہ حقدار ہے. [بخاری ح/۱۸۵۲] البتہ دوسرے کی طرف سے حج کرنے والوں کے لئے شرط ہے کہ وہ پہلے اپنا حج کرچکے ہوں' اللہ کے رسول ﷺ نے ایک شخص کو "لبیک عن شبرمۃ" کہتے ہوئے سنا' آپ نے پوچھا: شبرمہ کون ہے؟ اس نے کہا: میرا بھائی ہے' یا یہ کہا کہ میرا قریبی رشتہ دار ہے' آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے اپنی طرف سے حج کرلیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں' آپ نے فرمایا: پہلے اپنی طرف سے حج کرو پھر شبرمہ کی طرف سے [صحیح' سنن ابوداؤد]

۷۔ میت کو اس مردہ سنت کا ثواب پہنچتا ہے جس کو اس نے اپنے عمل سے زندہ کیا اور بعد میں اس پر عمل ہوتا رہا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اسلام میں کسی سنت کو جاری کرے تو اس کے لئے اپنا اجر ہے اور ان لوگوں کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے کسی کے اجر میں کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے کوئی برا طریقہ رائج کیا اس پر اس کے اپنے گناہ کا بوجھ ہوگا اور ان لوگوں کا بھی جو اس پر عمل کریں گے کسی کے بوجھ میں کوئی کمی نہیں ہوگی [صحیح مسلم]

۸۔ زندہ لوگوں کی طرف سے قربانی میں میت کو بھی شامل کرلینا اس کا بھی ثواب میت کو پہنچتا ہے مثال کے طور پر کوئی آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرے اور اس کی نیت اہل خانہ میں زندہ اور مردہ سارے افراد ہوں اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا عمل ہے آپ ﷺ اپنی اور اپنے اہل خانہ کی طرف سے قربانی کرتے تھے ظاہر ہے آپ ﷺ کے اہل خانہ میں ایسے بھی تھے جن کی وفات ہوچکی تھی مثال کے طور پر آپ کی زوجہ مطہرہ خدیجہ رضی اللہ عنہا۔

میت کو ثواب پہنچانے کے لئے مذکورہ بالا اعمال ہی ثابت ہیں ان کے سوا ایصال ثواب کا اگر کوئی نیا طریقہ ایجاد کریں گے تو اس کا ثواب میت کو تو پہنچنے سے رہا خود گناہگار ہوں گے اور مال بھی اکارت ہی جائے گا اللہ رب العالمین تمام مسلمانوں کو کتاب وسنت کے مطابق چلنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہمارے یہاں جب کسی کی وفات ہوجاتی ہے تواسے ثواب پہنچانے کے لئے مختلف طریقے اپنائے جاتے ہیں کوئی قرآنی خوانی کرواتا ہے تو کوئی تیجہ' دسواں' چالیسواں اور برسی وغیرہ مناتا ہے کوئی قبر پر جاکر فاتحہ پڑھنے کی رسم ادا کرتا ہے تو کوئی کھانا تقسیم کرتا ہے' ان کے علاوہ بھی بہت سارے امور انجام دیئے جاتے ہیں ایصال ثواب کی خاطر کئے جانے والے ان اعمال کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم ان اعمال کی ہے جو خالص ہندوانہ رسمیں ہیں جیسے تیجہ' دسواں' بیسواں' تیسواں' چالیسواں اور برسی وغیرہ اس لئے ان پر رد لکھنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں' اسلام میں ان کی کیا حیثیت ہے کتاب وسنت کا معمولی علم رکھنے والا ایک مسلمان اس سے بخوبی واقف ہے ان اعمال کی حرمت پر نبی کریم ﷺ کا صرف یہی فرمان کافی ہے (مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ) یعنی جو کسی قوم کے طور طریقے اپنائے گا وہ اسی میں شمار ہوگا [مسند اُحمد' ابو داؤد] دوسری قسم ان اعمال کی ہے جن پر کتاب وسنت کا غلاف چڑھا کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دے کر باطل طریقے سے ان کے مال ودولت کو لوٹا جاتا ہے اس کی سب سے واضح مثال قرآن خوانی کی ہے' جس کا بہت ہی زیادہ رواج ہے حالانکہ وہ سراسر بدعت ہے کیونکہ قرآن خوانی ایک عبادت ہے اور عبادتیں توقیفی ہوتی ہیں یعنی عبادتوں میں قیاس کا دخل نہیں ہوتا کہ جس عبادت کو ہماری عقل نے اچھا سمجھا اسے کرنے لگے اور جس کو برا سمجھا اس کو ترک کردیا عبادت کا انحصار وحی پر ہے جن اعمال کا ثبوت قرآن یا سنت صحیحہ سے ہوگا انہیں انجام دیا جائے گا اور جن کا ثبوت نہیں ہوگا ان سے اجتناب کیا جائے گا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر قرآن خوانی جائز اور باعث اجر وثواب ہے تو قرآن مجید کی کس آیت میں اللہ رب العالمین نے اس کا حکم دیا ہے؟ اس کے برعکس اللہ رب العالمین ہمیں بڑے واضح الفاظ میں کہتا ہے کہ ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْآنٌ مُّبِيْنٌ لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيّاً وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِيْنَ﴾ یہ تو محض نصیحت اور واضح قرآن ہے تاکہ اس شخص کو جو زندہ ہو ہدایت کا راستہ دکھائے اور کافروں پر بات پوری ہوجائے [سورت یسین: ۶۹] یعنی یہ کہ اللہ رب العالمین نے قرآن مجید کو زندہ لوگوں کے لئے نازل کیا ہے کہ وہ اس کی حفظ وتلاوت کریں اس کے احکام پر عمل پیرا ہوں اس کا نزول اس لئے نہیں ہوا ہے کہ مُردوں کی قبروں پر جاکر اس کی تلاوت کی جائے یا ان کے حق میں پڑھ کر انہیں بخشوایا جائے' معلوم یہ ہوا کہ قرآن مجید ہمیں قرآن خوانی سے روکتا اور منع کرتا ہے' اور جب نبی کریم ﷺ کی احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں کوئی ایسی حدیث نہیں ملتی جس میں آپ نے اس کا حکم دیا ہو یا آپ کے سامنے کیا گیا ہو اور آپ ﷺ نے اس پر خموشی اختیار کی ہو یا آپ ﷺ نے کبھی کیا ہو' سوال یہ ہے کہ اگر یہ عمل جائز ہے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی زوجہ مطہرہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور اپنی اولاد کے لئے کیوں نہیں کیا' اسی طرح خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام

نے اپنے وفات شدہ رشتہ داروں کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام کیوں نہیں کیا' کیا ہم نبی کریم ﷺ یا آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے زیادہ نیک متقی اور خیر کے متلاشی ہیں حاشا وکلا' اور جہاں تک وفات کے وقت سورت یاسین کی تلاوت کی بات ہے تو اس کے متعلق جتنی بھی حدیثیں بیان کی جاتی ہیں وہ ضعیف یعنی ناقابل عمل ہیں' اسی طرح قبروں پر فاتحہ یا قرآن کی تلاوت کا مسئلہ ہے تو وہ بھی دین میں بدعت ہے نبی کریم ﷺ نے قبرستان میں قرآن اور صلاۃ پڑھنے سے منع فرمایا ہے ایک حدیث میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ کیونکہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورت بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے [مسلم] نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اپنے گھروں میں صلاۃ پڑھو ان کو قبرستان نہ بناؤ [سنن ترمذی] آپ ﷺ نے قبرستان کی زیارت کے وقت یہ دعا سکھائی ہے (السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ أَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ) اے مومنوں اور مسلمانوں کی جماعت تم پر سلامتی ہو' ہم بھی تم سے عنقریب ملنے والے ہیں ہم اپنے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

لہذا قبرستان کی زیارت کے وقت صرف یہ دعا پڑھی جائے سورت فاتحہ یا کسی دوسری سورت کی تلاوت نبی کریم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام میں ایسے اعمال ہیں جن کا ثواب میت کو پہنچتا رہتا ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن وسنت سے کچھ ایسے اعمال ثابت ہیں جن کا ثواب انسان کو مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے' لیکن اس بحث میں جانے سے پہلے کہ کن اعمال کا ثواب میت کو پہنچتا ہے سب سے پہلے یہ قاعدہ اور اصول ہر شخص کے ذہن میں ہونا چاہیئے کہ انسان کو صرف انہیں اعمال کا فائدہ پہنچتا ہے جنہیں وہ خود انجام دیتا ہے ارشاد ربانی ہے ﴿وَأَن لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعَى﴾ یعنی انسان کو صرف اپنی محنت کا صلہ ملتا ہے [سورت النجم: ۳۹] دوسری جگہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْماً لَّايَجْزِى وَالِدٌ عَن وَّلَدِهِ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَن وَّالِدِهِ شَيْئاً﴾ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس دن باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کے [سورت لقمان: ۳۳] یعنی ہر شخص کو اپنا عمل ہی کام آئے گا اسلئے انسان کو دوسرے کی بجائے اپنے دست وبازو پر بھروسہ ہونا چاہئیے لیکن جیسا کہ مشہور قاعدہ ہے کہ ہر عام کی تخصیص ہوتی ہے اس لئے اس عام اصول سے قرآن واحادیث میں چند ایسے اعمال کی تخصیص کی گئی ہے جن کا فائدہ انسان کو مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے اور یہ اللہ رب العالمین کی طرف سے اس کے موحدین بندوں کے لئے خاص رحمت ہے کیونکہ مشرکین وبدعقیدہ اشخاص اللہ تعالی کی رحمت کے مستحق نہیں ہیں۔

قرآن وسنت صحیحہ کی روشنی میں جن اعمال کا ثواب مرنے کے بعد انسان کو پہنچتا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ مسلمان بھائی کی دعا: اخلاص سے کی گئی دعا کا فائدہ میت ہو یا زندہ مسلمان دونوں کو پہنچتا ہے ارشاد ربانی ہے ﴿وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِن بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَاتَجْعَلْ فِى قُلُوْبِنَا غِلّاً لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ﴾ اور ان کے بعد آنے والے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں' اور اہل ایمان کے لئے ہمارے دلوں میں کینہ نہ ڈال' اے ہمارے رب بلاشبہ تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے [سورت الحشر: ۱۰] رہی اس کے متعلق حدیثیں تو بہت ہیں انہی میں سے نبی کریم ﷺ کا یہ قول ہے: مسلمان کی اپنے مسلم بھائی کے لئے غائبانہ دعا قبول ہوتی ہے' اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مامور ہوتا ہے' وہ جب اپنے بھائی کے لئے خیر کی دعا کرتا ہے' فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارے لئے بھی اسی جیسی دعا ہے۔ [صحیح مسلم]

۲۔ میت کی طرف سے اس کے ولی وسرپرست کو نذر کا صوم رکھنا: اگر کسی نے صوم کی نذر مانی تھی لیکن پوری کرنے سے قبل اس کا انتقال ہوگیا تو اس کے اولیاء وسرپرست اس نذر کو پوری کریں گے اس کا ثواب میت کو بھی پہنچے گا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو مر جائے اور اسکے ذمہ صوم ہو تو اس کے ولی اس کی طرف سے رکھیں [بخاری ومسلم] اس حدیث میں گرچہ آپ ﷺ نے مطلق صوم کو ذکر کیا ہے لیکن اس سے مراد نذر ہی کے صوم ہیں جیسا کہ دوسری احادیث سے اس کی تعیین ہوتی ہے' یہی ام المؤمنین عائشہ' ابن عباس رضی اللہ عنہما اور امام اہل السنّت والجماعت احمد بن حنبل کا قول ہے' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے سمندر کا سفر کیا اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے صحیح سالم پہنچا دیا تو ایک ماہ کا صوم رکھے گی' اللہ تعالی نے اسے نجات دے دیا لیکن نذر پوری کرنے سے قبل اس کا انتقال ہوگیا' تو اس کی بہن یا بیٹی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا نہیں کرتی؟ اس نے کہا: ضرور' آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا قرض ادائیگی کا زیادہ حقدار ہے تم اپنی ماں کی طرف سے نذر پوری کرو [ابوداؤد ونسائی

۳۔ مقروض میت کی طرف سے کسی بھی شخص کا قرض کو ادا کرنا: سعد بن الأطول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے بھائی کا انتقال ہوگیا انہوں نے تین سو درہم اور اپنے عیال کو چھوڑا' میرا ارادہ یہ تھا کہ چھوڑی ہوئی رقم کو ان کے عیال پر خرچ کروں' لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا بھائی قرض کی وجہ سے محبوس ہے تم جاؤ ان کا قرض ادا کرو' میں نے جاکر قرض ادا کیا پھر آپ ﷺ کے پاس آیا' اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ: دو دینار کے سوا میں نے تمام قرضہ ادا کردیا' ان دو دینار کے بارے میں ایک عورت کا دعوی ہے لیکن اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے' آپ ﷺ نے فرمایا اسے دے دو وہ حق پر ہے اور ایک روایت میں ہے وہ سچی ہے [صحیح سنن ابن ماجہ] ابتداء میں نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ میت کی صلاۃ